REGD No. L. 5254

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم سہ شنبہ

۸ شعبان سنہ ۱۳۷۸ھ

فی پرچہ ۱۰ نئے پیسے

جلد ۱۳/۴۸ | ۱۷ تبلیغ ۱۳۳۸ھ ش | ۱۷ فروری ۱۹۵۹ء | نمبر ۴۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۶ فروری۔ جیسا کہ قبل ازیں اطلاع شائع ہوچکی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت ٹانگ میں درد کی شکایت کے باعث کافی دنوں سے ناساز چلی آرہی ہے۔ احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو جلد صحت یاب فرمائے۔ اور اپنے فضل سے پوری صحت و عافیت کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا کرے۔ آمین

مسٹر ڈلس کی علالت کی وجہ سے امریکہ کی خارجہ پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی

امریکہ کے نائب صدر مسٹر رچرڈ نکسن کا اعلان

واشنگٹن ۱۶ فروری۔ امریکہ کے نائب صدر مسٹر رچرڈ نکسن نے اعلان کیا ہے کہ امریکی وزیر خارجہ مسٹر جان فاسٹر ڈلس کی علالت کی وجہ سے امریکہ کی خارجہ پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ انہوں نے کہا صدر آئزن ہاور اور مسٹر ڈلس کی یہ پالیسی کہ اصولوں پر سختی سے عمل کیا جائے بدستور قائم رہے گی۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ مسٹر کرسچین ہرٹر نے قائمقام وزیر خارجہ کے طور پر اپنے عہدے کا چارج لے لیا ہے۔

ادھر مسٹر ڈلس کی صحت کے متعلق جو بلیٹن شائع ہوا ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ رات انہوں نے آرام سے گزاری اور آپریشن کے بعد سے ان کی حالت تسلی بخش طریق پر ترقی کر رہی ہے۔ قبل ازیں ڈاکٹری رپورٹ میں بتایا جا چکا ہے کہ مسٹر ڈلس کو کینسر کی شکایت ہے۔

مبلغ اسلام بشیر احمد رفیق صاحب خان بخیریت لنڈن پہنچ گئے

ربوہ ۱۴ فروری (بذریعہ تار) مکرم مولود احمد خان صاحب امام مسجد لنڈن اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

مکرم خان بشیر احمد رفیق صاحب مع اہل و عیال بخیر و عافیت لنڈن پہنچ گئے ہیں آپ اعلائے کلمۂ اسلام کی غرض سے ۱۸ جنوری کو ربوہ سے روانہ ہوئے تھے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا ہر طرح حامی و ناصر ہو۔ اور حصول مقاصد میں کامیابی عطا کرے آمین

غانا مغربی افریقہ میں ترقی کے نئے پروگرام کا اعلان

اس پروگرام میں ۲۴ کروڑ پونڈ خرچ کئے جائیں گے

اکرا ۱۶ فروری۔ مغربی افریقہ کی آزاد مملکت غانا کے وزیر اعظم کوامی انکرومہ نے ترقی کے ایک نئے پروگرام کا اعلان کیا ہے۔ اس پروگرام پر ۲۴ کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔ مسٹر انکرومہ نے پروگرام کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد بتایا کہ اس پر جتنی رقم بھی خرچ ہوگی۔ وہ کسی غیر ملک سے حاصل نہیں کی جائے گی۔ بلکہ غانا کی حکومت خود اپنے ہی وسائل سے یہ آمد پیدا کرے گی۔

پرنس آغا خان قاہرہ روانہ ہوگئے

کراچی ۱۶ فروری۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے پرنس علی خان کل کراچی سے قاہرہ روانہ ہوگئے۔ آپ حکومت پاکستان سے مشورہ کرنے کی غرض سے یہاں آئے ہوئے تھے

ایک علمی لیکچر

سائنس سوسائٹی تعلیم الاسلام کالج کے زیر اہتمام پروفیسر مرزا منظور احمد صاحب ایم ایس سی

"Sex in plants"

کے موضوع پر مورخہ ۱۸ فروری کو بوقت ۴ بجے شام کیمسٹری تھیٹر میں لیکچر دیں گے۔ علم دوست احباب تشریف لا کر مستفید ہوں۔ (سیکرٹری سائنس سوسائٹی تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

ڈیوک آف ایڈنبرا آج سوات پہنچ رہے ہیں

پشاور ۱۶ فروری۔ ڈیوک آف ایڈنبرا آج پشاور سے سوات پہنچ رہے ہیں وہاں وہ دو روز قیام کریں گے۔ جس کے بعد ان کا پاکستان میں پندرہ روز کا دورہ مکمل ہو جائے گا۔ اور بعد کو روز وہ سیلون روانہ ہو جائیں گے۔

کل پاکستان بنیاد پر تعلیم الاسلام کالج یونین کے پانچویں سالانہ تقریری مباحثے

اردو اور انگریزی مباحثوں میں پاکستان کے نامور کالجوں کے نصف صد سے زائد مقررین کی شرکت

ربوہ — تعلیم الاسلام کالج یونین کے پانچویں کل پاکستان سالانہ تقریری مباحثے دو روز تک جاری رہنے کے بعد مورخہ ۱۵ فروری کو رات کے گیارہ بجے نہایت کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئے۔ ان میں پاکستان کے ڈیڑھ درجن کے قریب نامور کالجوں کے پچاس سے بھی زائد مقرر طلباء نے حصہ لیا۔ انگریزی مباحثہ میں گورنمنٹ کالج لاہور کے عامر عزیز سید اور اردو مباحثہ میں ایس۔ ای کالج بہاولپور کے عبدالرشید بہترین مقرر قرار دیئے گئے۔ اور انہوں نے علی الترتیب ان دونوں مباحثوں میں اول پوزیشن حاصل کی۔ انگریزی مباحثہ میں ٹرافی لاء کالج لاہور نے اور اردو مباحثہ میں ٹرافی ایس۔ ای کالج بہاولپور نے جیتی۔ یہ مباحثے کالج کے وسیع و عریض ہال میں منعقد ہوئے جن میں صدارت کے فرائض کالج یونین کے نائب صدر صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب نے ادا کئے۔ دونوں روز کالج کے طلباء اور ممبران اسٹاف کے علاوہ دیگر احباب بھی اس کثرت سے بحث سننے کے لئے تشریف لاتے رہے۔ کہ مباحثوں کے دوران ہال ہمہ وقت سامعین سے اس طور پر پُر رہا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ رہتی تھی کہ بہت سے احباب کو کھڑے ہو کر تقاریر سننا پڑیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ان مباحثوں میں تعلیم الاسلام کالج کے مقررین نے حسب قواعد صرف بحث کا آغاز کرنے کی خاطر حصہ لیا تھا۔ وہ انعامی مقابلہ میں شریک نہیں تھے

(باقی صفحہ ۵)

ڈاکٹر کوچک کا بیان

لنڈن ۱۶ فروری۔ قبرصی مسلمانوں کے لیڈر ڈاکٹر کوچک نے کہا ہے کہ جزیرے کے ترک باشندوں کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کہ آرچ بشپ آف میکاریوس کو قبرص کی نئی آزاد جمہوریہ کا صدر بنا دیا جائے۔ ایسی صورت میں ترک باشندہ نائب صدر ہوگا۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۷ فروری

چھٹی حس

سائنس کا طریق یہ ہے کہ وہ کسی حقیقت پر بغیر تجربہ اور مشاہدہ کے یقین نہیں کرتی۔ کم سے کم کسی حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے خواہ پہلے وہ ایک مفروضہ کی صورت ہی میں کیوں نہ ہو۔ ایسے آثار کی ضرورت ہے۔ جس کو تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سائنس میں ایسے مفروضات ہیں۔ جو براہ راست تجربہ اور مشاہدہ میں نہیں آ سکتے۔ لیکن ایسے مفروضات پر یقین پیدا کرنے کے لئے کچھ آثار ضروری ہوتے ہیں۔ جن کو تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

یہ تو سائنس کا طریق کار ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سائنس جن حقیقتوں پر اپنی تمام عمارت کی بنیاد رکھتی ہے۔ وہ صرف مفروضات ہی ہیں۔ جن کو محض ان کے آثار سے ہی متعین کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سائنس کے نظریات یا مفروضات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ ایک بات جو بعض آثار کے تجربوں اور مشاہدوں سے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ انہی آثار کے مزید تجربوں اور مشاہدوں سے غلط ثابت ہو جاتی ہے۔ البتہ جہاں تک عملی سائنس کا تعلق ہے۔ سائنسدان دریافت شدہ آثار سے عملی طور پر فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور آج جو ہم نئی ایجادات دیکھتے ہیں۔ وہ اسی وجہ سے ہیں ورنہ اشیاء کی حقیقت تک ہمارا تجرباتی اور مشاہداتی علم ابھی تک نہیں پہنچ سکا۔ اور نہ شاید کبھی پہنچ سکتا ہے۔ مثلاً ایٹم کا تجزیہ کر کے تجربہ اور مشاہدہ سے ہم نے یہ دیکھ لیا ہے۔ کہ اس میں بے پناہ طاقت کا ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن ہم تجربہ اور مشاہدہ سے یہ کبھی معلوم نہیں کر سکتے کہ ایٹم کے اندر یہ طاقت کس طرح آئی ہے۔ ایک سائنسدان سوا اس کے کچھ نہیں کہہ سکتا ہے۔ کہ اس نے تجربہ اور مشاہدہ سے اس طاقت کو موجود پایا ہے۔ اس سے زیادہ وہ تجربات اور مشاہدات سے کچھ نہیں جان سکتا۔ اس کے تجربات اور مشاہدات کی یہ حد ہے

جہاں تک سائنس کا تعلق ہے۔ وہ حواس خمسہ سے باہر نہیں جاتی۔ اس کے تمام تجربات اور مشاہدات مادی دنیا تک محدود ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کوئی دنیا موجود ہے یا نہیں۔ جو ہمارے حواس خمسہ کی گرفت سے باہر ہے جس کو ہم تجربہ اور مشاہدہ سے براہ راست تو معلوم نہیں کر سکتے۔ لیکن اس کی موجودگی سے انکار بھی نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ ہم نے ایٹم کی طاقت کی مثال دے کر اوپر بتایا ہے ہم یہ نہیں جان سکتے۔ کہ اس طاقت کا منبع کیا ہے۔ لیکن ہم اس سے بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ اس کا کوئی نہ کوئی منبع ضرور ہے۔

ایک بزعم خود غلط اور محدود العقل سائنسدان تو یہ کہہ دیتا ہے۔ کہ یہ طاقت ایٹم کے اندر خود بخود موجود ہو گی ہے لیکن ایک صاحب غور انسان اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہے۔ کہ بعض حقیقتیں بلکہ ہر ایک شے کی اصل حقیقت حواس خمسہ کی گرفت میں نہیں آ سکتی۔ البتہ اس کی موجودگی کو محسوس کر سکتا ہے۔ اس کی موجودگی سے انکار نہیں کر سکتا۔ الغرض سائنس انسان کو اشیاء کی کنہ دریافت کرنے کے علم کی ایک حد تک پہنچا سکتی ہے۔ اس کے آگے جانے سے وہ ہتھیار ڈال دیتی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب سائنس ہمیں اس حد تک پہنچا کر رک جاتی ہے۔ اور اشیاء کی کنہ معلوم کرنے کی تڑپ پھر بھی انسان کے دل میں لگی رہتی تو اس کی کیا وجہ ہے۔

آج یورپ نے سائنس میں بے حد ترقی کر لی ہے۔ اور جہاں تک انسانی حواس کا تعلق ہے۔ اس نے تجربہ اور مشاہدہ سے انتہائی علم حاصل کر لیا ہے اور عملی سائنس کے ذریعہ ایسے سامان ایجاد کر لئے ہیں۔ کہ جن کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ایٹم کا دل چیر کر اس کے حصے بخرے تک معلوم کر لئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آج ہم یورپ میں ایک سخت بے چینی کی فضا محسوس کرتے ہیں کہ باوجود سائنس میں انتہائی ترقی کے انسان اپنی زندگی کے حقیقی مقصد کو نہیں پا سکا۔ وہ اپنی سائنسی تماشہ گری سے اکتا چکا ہے۔ وہ اب سائنس کے حدود سے آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ وہ کائنات کی اصل حقیقت کا نظارہ کرنے کے لئے مضطرب ہے۔

یہ اضطراب کس چیز کا پتہ دیتا ہے۔ وہ یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ انسانی زندگی میں ایک بہت بڑا خلا رہ گیا ہے۔ جس کو سائنس پر نہیں کر سکی۔ انسانی فطرت میں ایک ایسی حس ہے۔ جس کو سائنس کی بے حد ترقی بھی متسلی نہیں کر سکتی۔ یہ اضطراب اور یہ تڑپ اس بات کا ثبوت ہیں۔ کہ انسانی زندگی حواس خمسہ کی دنیا سے وسیع تر ہے۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ انسان میں ایک ایسی حس موجود ہے۔ جو حواس خمسہ سے الگ ہے۔ جو اس حقیقت کا ادراک کر سکتی ہے جس کو حواس خمسہ محسوس نہیں کر سکتے۔

یہ خیال ہمارا ہی نہیں ہے بلکہ خود سائنسدان اب اس نتیجہ پر پہنچ رہے ہیں۔ چنانچہ ایک مضمون اسی اشاعت میں ہم کسی دوسری جگہ نقل کر رہے ہیں۔ جس میں بعض سائنسدانوں کے تجربات چھٹی حس کے متعلق دیئے گئے ہیں۔ جہاں تک دوا کے استعمال کا تعلق ہے ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس کی کچھ حقیقت ہے۔ لیکن جن حقائق سے متاثر ہو کر یہ تجربات شروع کئے گئے ہیں۔ ان سے انکار نہیں ہے۔ ایسے واقعات جیسا کہ اس مضمون میں کہا گیا ہے۔ دنیا میں روز ہوتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کے تجربات کسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں یا نہیں یہ الگ بات ہے۔ لیکن یہ واضح ہے کہ اکثر سائنسدان بھی اب چھٹی حس کے اب قائل ہو گئے ہیں۔

ایک بات جو سمجھنے کی ہے وہ یہ ہے۔ کہ جس طرح حواس خمسہ بغیر کسی بیرونی وجود کے کچھ محسوس نہیں کر سکتے اسی طرح یہ حس بھی بغیر کسی بیرونی حقائق کی موجودگی کے بیکار ہے۔ صاف لفظوں میں یہی حس ہے جس سے ہم ایسے حقائق کو محسوس کرتے ہیں۔ جن کو حواس خمسہ محسوس نہیں کر سکتے۔

الغرض حواس خمسہ کی طرح یہ چھٹی حس بھی ایک حس ہے۔ اس کے ذریعہ علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ خود علم پیدا نہیں کرتی۔ جیسا کہ بعض لوگوں کو ممکن ہے غلط فہمی ہو۔ (باقی)

۲۰ فروری — "یوم مصلح موعود"

احباب جماعت! ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا دن سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں نہایت درجہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس دن سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا سے وحی پا کر وہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی۔ جو حضرت مصلح موعود سے متعلق ہے۔ اور جس کے ہم سب زندہ گواہ ہیں۔ ماہ فروری شروع ہو چکا ہے۔ اور ۲۰ فروری کا دن قریب آ رہا ہے۔ تمام جماعتوں کے عہدہ داران کو چاہیئے کہ ابھی سے اپنے اپنے ہاں یوم مصلح موعود منانے کے لئے تیاری شروع کر دیں۔ مناسب لٹریچر الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ سے منگوا کر تقسیم کیا جائے۔ اور جلسے کر کے تقاریر کے ذریعہ اپنوں اور دیگر احباب کو اس پیشگوئی کی سچائی سے واقف اور آگاہ کیا جائے۔

ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چار ممتاز صحابہؓ

مؤرخہ ۸ فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ گول بازار ربوہ کے زیر اہتمام سیرۃ صحابہؓ کے موضوع پر جو جلسہ منعقد ہوا تھا اس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا مندرجہ ذیل پیغام پڑھ کر سُنایا گیا:۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ خدام الاحمدیہ گولبازار ربوہ ۸ فروری ۱۹۵۹ء کو ایک جلسہ منعقد کر رہے ہیں جس کی غرض وغایت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چار صحابیوں کے اوصاف حمیدہ بیان کرنا ہے۔ یہ چار صحابی یہ ہیں۔ (۱) حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحبؓ (۲) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ (۳) حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ اور (۴) حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ یہ چاروں صحابہ جماعت احمدیہ کے بہت ممتاز رکن تھے اور انہوں نے سلسلہ احمدیہ کی خدمت کا بہت اچھا موقعہ پایا۔

حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب شہیدؓ تو گویا مجسم خدمت تھے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے خون سے احمدیت کے پودے کو سینچا۔ اور سرزمین کابل میں ایک نہایت مبارک بیج کا کام دیا جو دن بدن پھولت اور پھلتا چلا جاتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ بلکہ ان کے بالوں کو یادگار اور تبرّک کے طور پر سالہا سال تک اپنے بیت الدعا میں لٹکائے رکھا۔ اور اب یہ بال میرے پاس محفوظ ہیں۔ انہوں نے صداقت کی خاطر سنگساری جیسی ہیبت ناک سزا کو اس طرح ہنستے ہوئے برداشت کیا کہ گویا ایک شخص پھولوں کی سیج پر لیٹا ہوا ہے لاریب ان کا نمونہ قربانی کے میدان میں جماعت کے نوجوانوں کے لئے ایک نہایت مبارک نمونہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ پیچھے آیا اور بہتوں سے آگے نکل گیا۔

پھر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص الخاص صحابہ میں سے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کے ساتھ بچوں کی طرح محبت کیا کرتے تھے۔ اور ان کا ذکر اکثر "ہمارے مفتی صاحب" کے پیارے الفاظ سے کیا کرتے تھے۔ اور حضرت مفتی صاحبؓ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت کے اتنے دلدادہ تھے کہ گویا ایک پروانہ شمع کے ارد گرد گھوم رہا ہے۔ ان کی روح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں گداز تھی۔ حضرت مفتی صاحبؓ کو مسیحی مذہب کا خاص مطالعہ تھا اور مسیحی پادری ان سے اس طرح بھاگتے تھے کہ گویا ان کے سامنے آنے سے ان کی روح فنا ہوتی ہے۔ اخبار بدر کی ایڈیٹری کے زمانہ میں بھی حضرت مفتی صاحبؓ نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈائریوں اور خطبات کو محفوظ کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے خاص حصہ پایا۔

۳۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ گو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بچہ تھے مگر بعد میں ان کو اللہ تعالیٰ نے اسلام اور احمدیت کی خاص خدمت کا موقعہ عطا کیا۔ حدیث کے علم سے ان کو بہت عشق تھا اور ان کے حدیث کے درس میں ایسا رنگ نظر آتا تھا کہ گویا ایک عاشق اپنے معشوق کی باتیں کر رہا ہے۔ مذہبی مناظرات میں بھی انہیں کمال حاصل تھا اور وہ اپنے دلائل کو اس طرح سجا کر بیان کرتے تھے کہ فریق مخالف بالکل بے بس ہو کر دم بخود رہ جاتا تھا۔ حضرت میر صاحب مرحومؓ نے جو خدمات لنگر خانہ کے افسر کے طور پر اور پھر مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر سرانجام دیں وہ ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ بچوں کی تعلیم اور خصوصاً یتیموں کی تربیت ان کے ایمان کا جزو تھی۔ بے شمار یتیم اور غریب بچے ان کے طفیل علم و عمل کے نور سے آراستہ ہو کر دین کے بہادر سپاہی بن گئے۔ مہمان نوازی بھی حضرت میر صاحب کا طرۂ امتیاز تھی۔ اور ان کے لئے ہر مہمان ایک مجسم خوشخبری تھا جس کی خدمت میں وہ روحانی لذت پاتے تھے۔

پھر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ بھی بہت ممتاز صحابہ میں سے تھے۔ وہ السّابقون الاوّلون میں سے تھے۔ اور گویا سلسلہ کی تاریخ کے کسٹوڈین تھے۔ انہوں نے بڑی محنت سے سلسلہ کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح کا مواد جمع کیا۔ اور اس میدان میں بہت اچھا لٹریچر اپنی یادگار چھوڑا ہے گو افسوس ہے کہ وہ اُسے مکمل نہیں کر سکے۔ اخبار الحکم بھی ان کا ایک خاص کارنامہ ہے جسے جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اخبار الحکم اور بدر کو اپنے دو بازو فرمایا کرتے تھے۔ اس میں شبہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ان دو اخباروں نے بہت نمایاں بلکہ خاص الخاص خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت عرفانی صاحبؓ نے خدا کے فضل سے بہت لمبی عمر پائی مگر باوجود اس کے ان کا قلم آخر عمر تک اسلام اور احمدیت کی خدمت میں مصروف رہا۔ اس طرح ان کی وفات گویا جہاد کے میدان میں ہوئی۔ وہ ان چاروں ممتاز اصحاب میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ احمدیت کے قبول کرنے میں غالباً وہ حضرت مفتی صاحبؓ سے بھی زمانہ کے لحاظ سے پہلے تھے اور صداقت کی تائید میں وہ ایک برہنہ تلوار تھے۔

اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں کی روحوں پر اپنی رحمت کی بارش برسائے اور جنت میں ان کا مقام بلند کرے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے میدان میں جماعت کے لئے ایک بہت عمدہ نمونہ ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کے پیچھے بھی چلو وہ ہدایت کا مینار ثابت ہوگا۔ یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور خاص صحابہؓ کا ہے۔ جماعت کا فرض ہے کہ ان کی زندگیوں کا مطالعہ کر کے انہیں اپنے لئے مشعلِ راہ بنائے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے رنگ میں ایک ستارہ ہے اور ہر ایک ایک خاص قسم کے نور کا حامل ہے اور ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک صحبت کے طفیل ایک مقناطیس ہے بشرطیکہ جماعت کے نوجوان اپنے اندر مجذوبیت کی صفت پیدا کریں۔ پھر انشاء اللہ وہی ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

بایّھم اقتدیتم اھتدیتم

وما توفیقنا الّا باللہ العظیم ؛

خاکسار۔ مرزا بشیر احمد

لاہور ۶ فروری ۱۹۵۹ء

یوم مصلح موعود اور سبز اشتہار

۲۰ فروری کو یوم مصلح موعود مقرر ہے۔ اس کے متعلق الفضل میں متعدد اعلانات ہو چکے ہیں۔ تمام جماعتوں کو اس دن کے شایان شان جلسوں کا انتظام کرنا چاہیئے۔ نظارت ہذا جماعتوں کے اضلاع کے امراء کو سبز اشتہار بھجوا رہی ہے۔ یہ رسالہ اس تقریر پر مشتمل ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشیر اوّل کی وفات پر فرمائی تھی۔ اس رسالہ میں پسر موعود اور مصلح موعود کی تعیین ہوتی ہے۔ جماعتوں کے امراء کو چاہیئے کہ اپنی جماعتوں میں مناسب طریق سے تقسیم فرمائیں۔ اگر کسی جماعت کو یہ رسالہ نہ پہنچے تو اپنے امیر کو لکھ کر رسالہ منگوالیں ؛

ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے مصلح موعود کی تعیین

(از مکرم مولوی ابوالبشارت عبدالغفور صاحب فاضل مربی سلسلہ احمدیہ)

(۲)

۲۔ "لڑکا خدا تعالےٰ کی عطا ہے۔ اپنا دخل اور اختیار نہیں۔ اور اس جگہ ایک بادشاہ کو بھی دعوے نہیں پہنچتا۔ کہ اتنی مدت تک ضرور لڑکا ہی پیدا ہو جائے گا۔ بلکہ اس قدر بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس وقت تک آپ ہی زندہ رہے گا۔ اور یا یہ کہ بیوی زندہ رہے گی۔ . . . . کوئی ایک دن کے لئے بھی زندگی پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ علاوہ اس کے جو شخص تحدی کے طور پر ایسی پیشگوئی اپنے دعوے کی تائید میں شائع کرتا ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا کی غیرت کا ضرور یہ تقاضا ہونا چاہیئے۔ کہ ابداً ایسی مرادوں سے اس کو محروم رکھے۔ کیونکہ اس کا ابتر اور بے فرزند مرنا اس سے بہتر ہے کہ لوگ اس کی ایسی مکاریوں سے دھوکا کھائیں۔ اور گمراہ ہوں۔"

(تریاق القلوب ص۴۱)

۳۔ حضرت مسیح موعود اللہ تعالےٰ کے انکشاف کے بعد پسر موعود کا تعین کرتے ہوئے تریاق القلوب ص۴۲ پر ارشاد فرماتے ہیں:۔ "میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے۔ جس کا نام محمود ہے۔ ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی۔ اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا پایا۔ کہ محمود۔ تب میں نے اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے اور یہ اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہزاروں آدمیوں میں شائع کیا گیا۔"

۴۔ حضرت اقدسؑ اللہ تعالیٰ کے انکشاف حقیقت کے بعد پسر موعود کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔ "چوتیسواں نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا فوت ہو گیا تھا کہ مخالفوں نے جیسا کہ ان کی عادت ہے۔ اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی۔ تب خدا تعالےٰ نے بشارت دے کر فرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہو گا جس کا نام محمود ہو گا۔ اور اس کا نام دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا۔ تب میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں یہ پیشگوئی شائع کی۔ اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گذرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہو گیا۔ اور اس کا نام محمود رکھا گیا۔"

(حقیقۃ الوحی ص۲۱۷)

خلاصہ مضمون

حضرت مسیح موعود کے بیان فرمودہ مذکورہ بالا ارشادات روز روشن کی طرح اس امر کو واضح کرتے ہیں۔ کہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں . . . . . جس موعود بچہ کی بشارت خداوندی شائع فرمائی گئی تھی۔ اس کا مصداق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ ہی ہیں کیونکہ

۱۔ اس نے بشیر اول کی وفات کے بعد بلاتوقف پیدا ہونا تھا۔

۲۔ اس نے پیشگوئی کے بعد ۹ سال کے اندر اندر پیدا ہونا تھا۔

۳۔ سبز اشتہار میں کئے گئے وعدہ کے مطابق اللہ تعالےٰ کے الہام و وحی کے تعین کے بعد سراج منیر میں اس کا ذکر کیا جانا ضروری تھا۔

تقدیر خداوندی کے ماتحت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بشیر اول کی وفات کے بعد بلا توقف پیدا ہوئے۔ پیشگوئی کے مطابق ۹ سال کی میعاد کے اندر پیدا ہوئے۔ اور رسالہ سراج منیر اور تریاق القلوب اور حقیقۃ الوحی میں الہام الٰہی سے اصل حقیقت کے کھل جانے کے بعد آپ کا ذکر فرمایا گیا۔ اور اس حقیقت سے گنجائش انکار نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنی تینوں کتابوں میں پسر موعود کی پیشگوئی کا مصداق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو قرار دینا محض اپنے ذاتی خیال اور ذاتی علم و قیاس کی بناء پر نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی الہامی تفہیم اور توضیح کی بناء پر تھا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے سبز اشتہار میں صاف طور پر فرمایا تھا کہ "اس خیال اور انتظار پر سراج منیر کے چھاپنے میں توقف کی گئی تھی تا جب اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کھل جاتے تب اس کا مفصل و مبسوط حال لکھا جاوے" اس لئے جب تک اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہامی طور پر آپ پر واضح نہ کیا گیا۔ اور پسر موعود کی حقیقت آپ پر کھول نہ دی گئی۔ اس وقت تک آپ نے سراج منیر کی اشاعت کو روکے رکھا۔ اور جب اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر الہاماً آپ پر حقیقت کو کھول کر آپ کو بتا دیا کہ پسر موعود حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ ہی ہیں۔ تو آپ نے رسالہ سراج منیر اور پھر تریاق القلوب اور بالآخر حقیقۃ الوحی میں صاف طور پر اعلان فرما دیا۔ کہ پسر موعود۔ حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ ہیں۔ کیونکہ حضرت اقدسؑ ہی فرماتے ہیں:۔

"جو لوگ خدا تعالےٰ سے الہام پاتے ہیں۔ وہ بغیر بلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے۔ اور بغیر فرمائے کوئی دعوےٰ نہیں کرتے۔ اور اپنی طرف سے کوئی دلیری نہیں کرتے۔"

(ازالہ اوہام ص۱۸۷ طبع اول)

پس مبارک ہیں وہ جو ایمان لائیں اور خدا کے نور۔ اور اس کے عطر سے ممسوح اور بابرکت وجود سے فائدہ اٹھائیں۔ اے اللہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اور ہماری اولادوں کو اس نورانی اور بابرکت وجود سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دیتے رہنا۔ اور ان کی صحت و عمر میں بہت برکت دے۔

ثنا

دُنیا کے لوگ آپ
سے برکات حاصل
کرتے رہیں۔

اعلان دربارہ انتخابات عہدیداران جماعتہائے احمدیہ

(از مکرم جناب ناظر صاحب اعلےٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کی موجودہ سہ سالہ تقرر کی میعاد ۳۰-۴-۵۹ کو ختم ہو رہی ہے۔ آئندہ تین سالوں کے لئے عہدیداران کا انتخاب جلد از جلد کروایا جانا مطلوب ہے جس کے لئے ۳۱-۳-۵۹ تک کی میعاد مقرر کی جاتی ہے۔ اس تاریخ تک تمام عہدیداران کے انتخابات ہو کر مرکز یعنی دفتر ناظر اعلےٰ میں پہنچ جانے چاہئیں۔ تاکہ ضروری کارروائی کے بعد منظوری دی جا سکے۔ اس ضمن میں انتخابات کے قواعد اخبار الفضل مورخہ ۷، ۸ فروری میں شائع ہو چکے ہیں۔ انہیں مدنظر رکھ کر انتخابات کئے جائیں۔ تاہم اگر کسی جماعت کو ان قواعد کی ضرورت ہو تو وہ اطلاع دے کر دفتر ہذا سے منگوا سکتی ہے بعض جماعتیں یہ لکھ دیتی ہیں کہ ہماری جماعت کے سابقہ عہدیداران ہی رہنے دئے جائیں یہ طریق درست نہیں۔ تمام عہدیداران کے از سر نو انتخاب ہونے چاہئیں۔ جن عہدیداران کی منظوری حال ہی میں دی گئی ہے۔ ان عہدیداران کا انتخاب سہ سالہ بھی ہونا ضروری ہے۔ انتخابات کی رپورٹیں نظارت علیا میں آنی چاہئیں بعض جماعتیں یہ رپورٹیں دوسری نظارتوں یا دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بھجوا دیتی ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ اس طرح سے انتخاب کے کاغذات بروقت پر کارروائی نہیں ہو سکتی۔ اور منظوری دینے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ اس لئے انتخاب کی رپورٹیں نظارت علیا میں بھیجی جائیں۔ ایسے احباب جو موصی ہوں اور کسی عہدہ کے لئے منتخب ہوئے ہوں۔ ان کے نام کے ساتھ لفظ موصی اور ان کا وصیت نمبر ضرور درج کیا جائے۔ تاکہ ان کے بقایا وصیت کے متعلق تحقیق کرنے میں وقت نہ ہو۔ اور فیصلہ میں تاخیر نہ ہو۔

تمام امراء ضلع اس امر کی نگرانی کا انتظام کریں کہ کوئی جماعت ایسی نہ رہ جائے جس کا انتخاب ہو کر دفتر ہذا میں نہ پہنچ جائے۔ نیز یہ کہ انتخاب قواعد کے مطابق کئے جا رہے ہیں۔

ناظر اعلےٰ صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ

آنے والے واقعات کو دیکھنے کی طاقت

(منقول از شیر پنجاب دہلی)

نوٹ:۔ اسی مضمون کے سلسلے میں صفحہ ۲ پر ایڈیٹوریل بھی ملاحظہ فرمائیں۔

دنیا میں ایسی دوا ایجاد کر لی گئی ہے جس کے استعمال سے انسان کے ذہن میں وہ حس بیدار ہو جاتی ہے جس سے انسان اپنے مستقبل کے متعلق بالکل صحیح اندازہ لگا سکے۔ ایک میڈیکل اسٹوڈنٹ رچرڈ ایگان نے اپنے تجربات کے سلسلے میں بتایا ہے کہ جب اس نے ذہن کی چھٹی حس کو بیدار کرنے والی دوا اپنے ایک ساتھی ڈیوڈ وارڈ کو استعمال کرائی تو اس پر دوا کے کیا اثرات ہوئے۔

ایگان کا کہنا ہے کہ اس نے ڈیوڈ وارڈ کو یہ دوا استعمال کرانے کے بعد اس کے سامنے گھوڑ دوڑ کے متعلق ایک اخبار رکھ دیا اور اس سے دریافت کیا کہ ان میں ریس جیتنے والے گھوڑے کون سے ہیں۔ وارڈ نے یہ معذرت کرتے ہوئے کہ وہ گھوڑ دوڑ کے متعلق کچھ زیادہ واقفیت نہیں رکھتا چار گھوڑے ایسے بتا دیئے جن کے متعلق اس نے کہا کہ وہ ریس میں جیتیں گے۔

ایگان نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے

رگسٹس کالج لیبورٹری یونیورسٹی

میں اس دوا کے متعلق اپنے تجربات جاری رکھے۔ جس وقت وارڈ پر اس دوا کا تجربہ کیا گیا اس وقت وہاں پانچ افراد موجود تھے یعنی وارڈ۔ ایگان۔ دو ڈاکٹر اور مسز پامیلا ہیو لی۔ جو ان تجربات کے نتائج کو ریکارڈ کرنے والی تھیں

ایک عورت مسز فلنگھم نے اخبار ویک اینڈ میں ایک خط شائع کراتے ہوئے ان سائنس دانوں کو جو چھٹی حس بیدار کرنے والی دوا ایجاد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اپنے احساس سے مطلع کیا ہے۔ مسز فلنگھم نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ میں نے ایسا محسوس کیا ہے۔ جیسے کوئی نظر نہ آنے والی طاقت میرے جسم کی تمام طاقت کو باہر کھینچ رہی ہے میں نے اپنی روح کو شہر کے اوپر منڈلاتے ہوئے محسوس کیا۔ میں نے سنا کہ میرا شوہر آواز دے رہا ہے۔ میرا شوہر بڑے خطرہ میں تھا۔ میری روح ایک بڑے میدان اور کشادہ کھیت میں پہنچ گئی میری روح ایک دیوار پار کرتی ہوئی گذر گئی اور وہاں ٹوٹی ہوئی چھت سے چھن چھن کر آنے والی چاندنی میں میں نے دیکھا کہ فرش پر لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ لکڑی کی ایک نشست پر میرا شوہر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ باندھے ہوئے تھا۔ اور پھٹی آنکھوں سے گھور رہا تھا سایوں کے عقب سے سیاہ کپڑوں میں ملبوس ایک خوبصورت لڑکی وہاں آ گئی۔ میرے شوہر نے اپنے بازو اس لڑکی کے گرد حمائل کر دیئے اور تب مجھے ایسا محسوس ہوا کہ وہ لڑکی موت کا فرشتہ تھی۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۴۴ء کی رات میں مسز فیلس فلنگھم نے یہ خواب دیکھا تھا اور کسی نامعلوم غیبی طاقت نے اس خواب میں اس کو اس کے شوہر کے مرنے کی اطلاع دی تھی۔ یہ اطلاع بالکل ٹھیک تھی۔ اور اس خواب کے بعد ۴۸ گھنٹوں کے اندر اس کو معلوم ہو گیا کہ اس کا شوہر ٹیڈ فلنگھم جنگ میں ہلاک ہو گیا ہے۔

مسز فلنگھم کا واقعہ ان ہزاروں لاکھوں واقعات میں سے ایک ہے جن میں اکثر لوگوں نے سینکڑوں ہزاروں میل دور اپنے قریبی رشتہ داروں کو مصیبتوں میں دیکھا اور بعض موقعوں پر اس دیکھنے کے نتیجے میں جو احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی ہیں ان سے خطرہ میں پھنسے ہوئے لوگوں کی جانیں بھی بچ گئیں۔

سائنس دانوں نے بھی یہ بات ثابت کر دی ہے کہ انسان کے اندر چھٹی حس موجود ہے جو آئندہ کے متعلق باتوں کا احساس کراتی رہتی ہے۔ ورنہ پھر مسز فلنگھم کو اس کے شوہر کے متعلق جو کچھ معلوم ہوا اس کو کیا کہا جا سکتا ہے۔ مسز فلنگھم جب کرسٹ چرچ ہالینڈ میں اپنے مکان کے اندر رات کو سونے کے لئے لیٹیں اس کو اپنے شوہر کا تار مل چکا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ وہ ہالینڈ سے رخصت پر آ رہا ہے اور کل صبح گھر پہنچ جائے گا۔ جب مسز فلنگھم سوئی تو اس کے ذہن میں یہ اطلاع موجود تھی۔ اس کے پاس ہی اس کے دو بچے آرام کی نیند سو رہے تھے۔ مسز فلنگھم نے لکھا ہے کہ میں سوئی بھی نہ تھی صرف اونگھ رہی تھی کہ میں نے محسوس کیا کہ جیسے میری روح کھینچی جا رہی ہو۔ یہ واقعہ خواب ہرگز نہیں تھا۔

اسی طرح ایک جہاز کے غرق ہونے کا حیرت انگیز واقعہ ہے۔ یہ جہاز ٹیٹانک تھا جو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا جہاز تھا۔ ایک انگریز خاندان نے جزیرہ وٹ میں اپنے مکان سے اس جہاز کی روانگی کا منظر دیکھا۔ اس خاندان کی ایک فرد جوان گرانٹ نے جو ایک مصنفہ بھی تھی اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے کہ اس کی ماں بھی خوشی خوشی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ یکایک ماں نے باپ کے بازو کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا کہ یہ جہاز امریکہ پہنچنے سے پہلے ہی ڈوب جائے گا۔ ہم سب ماں کے گرد اکٹھے ہو گئے اور ہم لوگوں نے ان کو سمجھایا کہ یہ جہاز ایسے جدید طریقے پر بنایا گیا ہے کہ اس کا ڈوبنا ناممکن ہے۔ مگر ان باتوں سے ماں کو تسلی نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ خفا ہو گئی اور اس نے چلا کر کہا "بیوقوفو یہاں کھڑے کھڑے مجھے مت گھورتے رہو کچھ کرو۔ میں سینکڑوں آدمیوں کو برفیلے پانی میں جان بچانے کی کوشش کرتے دیکھ رہی ہوں۔"

اس واقعہ کے پانچ روز بعد جہاز ٹیٹانک ڈوب گیا۔ اور سینکڑوں لوگ ہلاک ہو گئے۔

نیوزی لینڈ کے شہر آکلینڈ کی رہنے والی ایک عورت مسز جوانا مرے نے چھٹی حس کے ذریعے معلوم کئے ہوئے ایک خطرہ کے مقابلہ میں احتیاطی تدابیر کر کے اپنے لڑکے کی جان بچا لی۔ مسز جوانا کے لڑکے بیلی کی عمر اس وقت ۲۲ سال تھی اور وہ ایک ناچ میں جانے کے لئے اپنے ایک دوست کا انتظار کر رہا تھا جو اپنی موٹر کار پر بیلی کو اپنے ساتھ ناچ گھر تک لے جانے والا تھا۔ اس وقت مسز مرے کچھ بُن رہی تھی۔ یکایک اس نے نگاہیں اٹھا کر بیلی کی طرف دیکھا۔ مسز مرے کا چہرہ اس وقت بالکل سفید ہو رہا تھا۔ اس نے بیلی سے کہا کہ وہ گھر پر ہی ٹھہرے اور اپنے دوست کے ساتھ موٹر کار پر ناچ گھر نہ جائے۔ اس نے اس قدر التجا اور زور دے کر بیلی سے یہ درخواست کی تھی کہ بیلی کو مکان پر ٹھہرنا ہی پڑا۔ بعد میں جب بیلی نے اپنی ماں سے یہ دریافت کیا کہ روک لینے کی وجہ کیا تھی تو اس نے بتایا کہ اس نے موٹر کے سفر کے لئے خطرہ محسوس کیا تھا۔ اندر کی چھٹی حس نے مجھے متنبہ کیا تھا۔

بیلی کے دوست کی موٹر کار جس پر کہ بیلی اس کے ساتھ ناچ گھر جانے والا تھا ناچ گھر جاتے ہوئے ایک لاری سے ٹکرا گئی۔ اس لاری پر کنکریٹ بھرا ہوا تھا۔ اور اس ٹکر کے نتیجہ میں لاری سے تقریباً دو ٹن کنکریٹ موٹر کار کی پچھلی نشست پر گر پڑی۔ یہ وہی پچھلی نشست تھی جس پر بیلی اگر مکان پر نہ رہ گیا ہوتا اور ناچ گھر جاتا تو وہ اسی سیٹ پر بیٹھتا۔ اس طرح اس عورت کی چھٹی حس نے اپنے لڑکے کی جان بچا لی۔

فرض کرو کہ آپ کسی ایسے دوست کے متعلق دیکھتے ہیں جس کو آپ نے کئی برسوں سے نہ دیکھا ہو اور نہ خط لکھا ہو۔ آپ سوچتے ہیں کہ آپ اس کو خط لکھیں گے اور صبح ہوتے ہی آپ کو اس دوست کا خط مل جاتا ہے۔ ایسی حالت میں آپ اس کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ دراصل یہ خیالات کی رو کا تبادلہ ہے جو ایک ذہن سے دوسرے ذہن میں منتقل اور تبدیل ہو جاتی ہے۔

فرض کیجئے آپ گھوڑ دوڑ میں جاتے ہیں۔ آپ کا دماغ کسی گھوڑے کے متعلق یہ فیصلہ کرتا ہے کہ وہ جیتے گا۔ اس گھوڑے کی ہار جیت کا ریکارڈ کوئی آپ کے ذہن میں نہیں ہوتا۔ لیکن اپنے دماغ کے رجحان سے متاثر ہو کر آپ اپنی ساری رقم اسی گھوڑے پر لگا دیتے ہیں اور پھر وہ گھوڑا جیت بھی جاتا ہے۔ یہ وہ چھٹی حس ہے جو آئندہ واقعات کے متعلق انسان کے اندر موجود ہے۔

بعض اوقات آپ یکایک کسی سبب کے بغیر رنجیدہ ہو جاتے ہیں۔ آپ اپنے کسی رشتہ دار کے متعلق سوچتے ہیں اور آپ کو بعد میں معلوم ہوتا کہ جس وقت آپ کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا اسی وقت آپ کا وہ عزیز بیمار تھا یا مر گیا تھا یہ ذہن کی وہ طاقت ہے جو فاصلے کے باوجود واقعہ کو دماغ میں لے آتی ہے۔ (دائش)

نقد و نظر

میری داستان

مصنفہ خان بہادر دلاور خان صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر

حجم ۷۶ صفحات۔ کتابت طباعت عمدہ۔ کاغذ سفید آرٹ پیپر۔ ٹائیٹل پر چار فوٹو۔

یہ کتاب خان بہادر صاحب موصوف نے اپنی آپ بیتی کے طور پر لکھی ہے جس میں اپنی قبولیت احمدیت کی دلچسپ داستان درج کی ہے۔ اور زمانہ ملازمت میں قبولیت دعا کے متعدد واقعات جن کے مطالعہ سے ایمان و عرفان میں حیرت انگیز ترقی ہوتی ہے قلم بند کئے ہیں۔ نیز ایک رؤیا کی بنا پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حلقہ بیعت میں شمولیت کا واقعہ لکھ کر ان اصحاب کے لئے جو تا حال بیعت خلافت نہیں کر سکے خلافت حقہ ثانیہ کی صداقت معلوم کرنے کا راستہ کھول دیا ہے۔ کتاب دلچسپ اور سچے حقائق اور واقعات پر مشتمل ہے۔ احباب کو اس کے مطالعہ سے نہ صرف خود مستفید ہونا چاہیئے۔ بلکہ اپنے غیر مبائع اور غیر احمدی دوستوں کو بھی اس کے مطالعہ کی پیشکش کر کے حق رفاقت ادا کرنا چاہیئے۔

ملنے کا پتہ حکیم عبد اللطیف صاحب شاہد ۲۵ امین بازار گوالمنڈی لاہور

سلسلہ احمدیہ سے متعلق سوالات کا جواب

کچھ عرصہ ہوا نظارت اصلاح و ارشاد کی طرف سے اعلان کیا گیا تھا کہ جو احباب سلسلہ احمدیہ سے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہیں یا سوالات کا جواب چاہتے ہوں۔ وہ نظارت ہذا کو لکھا کریں مگر ابھی تک بعض احباب مرکز ربوہ میں دوسرے احباب کو بھی لکھتے رہتے ہیں ہم پھر ایسے دوستوں کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ صدر انجمن نے نظارت اصلاح و ارشاد کے فرائض میں یہ امر رکھا ہے۔ اس لئے ان اغراض کے لئے نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ ضلع جھنگ کو لکھا جایا کرے۔ (ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد۔ ربوہ)

اپنے ہاں مجلس انصار اللہ قائم کیجئے

مجلس انصار اللہ (جو چالیس ۴۰ سال یا اس سے زائد عمر کے تمام احمدی احباب پر مشتمل ہے۔) کے قیام کا اصل مقصد یہ ہے کہ اراکین مجلس اسلام کی تعلیم کا عملی نمونہ پیش کریں۔ قرآن کریم خود سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو نہ صرف خود اپنائیں۔ بلکہ اپنی اولاد کو بھی اسی رنگ میں رنگین کریں۔ یہی خالصتاً سی مقصد مجالس انصار اللہ کے سامنے ہے۔

اس اعلان کے ذریعہ ان جماعتوں کے امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں جہاں ابھی تک مجلس انصار اللہ قائم نہیں ہوئی گذارش ہے کہ وہ اپنی پہلی فرصت میں ۴۰ سال یا اس سے زائد عمر کے تمام احباب کو جمع فرمائیں۔ اور ان میں سے کسی دوست کا بطور زعیم انتخاب کر کے اپنی گرانقدر رائے کے ساتھ منظوری کے لئے نام مرکز میں بھجوا دیں جزاکم اللہ

صدر انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

امتحان پیشگوئی مصلح موعود

امسال بھی انشاء اللہ تعالےٰ یوم مصلح موعود پر ایک تحریری مقابلہ پیشگوئی مصلح موعود پر ہوگا پیشگوئی کے متعلق مختلف سوالات ڈالے جائیں گے بیرونی لجنات سے درخواست ہے کہ جو بھی امتحان میں شامل ہونا چاہیں جلد از جلد ان کے نام بھجوا دیں تاکہ پرچے بھجوائے جاسکیں۔ (سیکرٹری شعبہ تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

تعلیم القرآن کلاس زیر انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

حسب سابق اس سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے شعبہ تعلیم کے ماتحت رمضان کے مہینہ میں تعلیم القرآن کلاس لگائی جائے گی جس کا کورس مندرجہ ذیل ہوگا۔

۱۔ قرآن کریم کے ابتدائی دو سپارے مع ترجمہ و معمولی تفسیر (۲) حدیث کی کتاب نبراس المؤمنین ۳۔ کلام کی کتاب دعوۃ الامیر (۴) سیرۃ و تاریخ کی کتاب نبیوں کا سردار۔ سلسلہ احمدیہ۔ ۵۔ فقہ کی کتاب۔ فقہ احمدیہ حصہ اول (۶) عربی کی کتاب حصہ اول۔

قیام و طعام کا انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے ذمہ ہوگا۔ تمام لجنات جلد از جلد اپنی لجنات میں تحریک کر کے مطلع فرما دیں کہ وہ کتنی کتنی ممبرات بھجوائیں گی۔

(سیکرٹری شعبہ تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ ضلع جھنگ)

آداب مسجد

از صلاح الدین خانصاحب بنگالی ربوہ

مسجد اللہ تعالےٰ کا گھر ہے اس لئے اس کے آداب کو مدنظر رکھنا ہمارا فرض ہے ہر محفل کی خوبصورتی اور حسن اس کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھنے سے ہی جلوہ گر ہوتی ہے۔ معمولی دنیوی بادشاہ کے دربار میں کوئی نازیبا حرکت یا کوئی ناگوار کلام کرتے ہوئے ہماری قوت سخن ٹھٹھر کر رہ جاتی ہے اس سے ذرا اندازہ کیجئے کہ سب سے بڑے بادشاہ اور ساری کائنات کے پیدا کرنے والے خدا کے آدابِ دربار ہم سے کس کیفیت کا تقاضا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہر انسان کی فطرت میں ذوق جمال کو سمو دیا ہے۔ اس کی طبیعت روحانی اور جسمانی خوبصورتی چاہتی ہے۔ قریباً ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کا ماحول صاف ستھرا ہو۔ پاکیزگی ہو اور وہ دل و دماغ کو راحت و تسکین پہنچانے والا ہو۔ بلکہ ایک سلیم طبع انسان تو جہاں کہیں جسمانی یا روحانی گندگی دیکھتا ہے تو وہ اپنا دامن سمیٹ کر نکل جاتا ہے۔ اپنے مکان کی آرائش و زیبائش کے لئے ہم کیا کچھ نہیں کرتے۔ بلکہ بعض تو اپنے ذوق ہی کی تسکین کے لئے نہیں۔ بلکہ آنے جانے والوں کی پسندگی خاطر اپنی سکونت گاہ کو گل بوٹوں کی روشوں سے بھی آراستہ کرتے ہیں۔ اس کیفیت سے ذرا خیال فرمایئے کہ مسجد جسے ہم خدا کا گھر کہتے ہیں۔ جہاں انسان اپنی جبیں نیاز جھکا کر خدا کی بندگی، سکون قلب اور روح کی تسکین چاہتا ہے۔ ایسے محل کی پاکیزگی صفائی اور آداب کا التزام کس قدر ضروری ہے۔

آداب مسجد میں ظاہری صفائی، پاکیزگی، خوبصورتی اور خوش سلیقگی کا لحاظ رکھنا اسلئے ضروری ہے کہ ان ظاہری امور کی نسبت سے ایک روح پرور کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ کسی بڑے دربار کی آراستگی اور ٹھاٹھ باٹھ دیکھ کر انسان لاشعوری طور پر کچھ نہ کچھ اس ماحول کے مطابق ضرور ڈھل جاتا ہے اور وہ ان آداب کو پیش نظر رکھتا ہے جن کا ماحول مقتضی ہے۔ مسجد بھی تو اینٹ پتھر ہی سے بنی ہوتی ہے۔ اگر دوسرے مکانوں کی صفائی اور خوبصورتی ضروری ہے تو اس اعتبار سے ہم مسجد کی صفائی اور پاکیزگی کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔ یوں بھی لحاظ بھی ہر مقام اجتماع کا صاف ستھرا ہونا ضروری ہے۔ اس کی فضا پاک صاف بدبو اور کثافت سے خالی ہونی چاہیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے کہ مسجد میں جانے کے لئے پوشش و لباس ستھرا ہونا چاہیئے۔ اور اگر میسر ہو تو خوشبو لگا کر جانا زیادہ پسندیدہ ہے۔ غرض آداب مسجد میں ظاہری صفائی ایک اہم جزو ہے۔ اور اس سے ایک خوشگوار فضا پیدا ہوتی ہے۔

مسجد ایسی جگہ ہے جہاں ہم خدا کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کا مقام اور شان ارفع ہے ایسے ماحول میں فضول حرکات سے احتراز لازمی ہے کیونکہ اس قسم کی باتیں اس کے آداب کے منافی ہیں۔ بلکہ اس روحانی دربار میں تو ہمیں خاص طور پر اپنی حرکات و سکنات میں آداب سلیقہ، سنجیدگی اور رکھ رکھاؤ کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے تاکہ ان امور کی رعایت سے قلوب میں وہ روحانی کیفیت پیدا ہو جو مسجد میں آنے کا منشاء و مقصود ہے۔

مسجد میں آ کر ہمیں کس سنجیدگی اور وقار کا مظاہرہ کرنا چاہیئے یا اس کے آداب کیا ہیں اس کا جواب ہر شخص کا ذوق خود دے سکتا ہے۔ بے شک ان امور سے آپ واقف ہیں اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے کونسی ایسی بات کہی جس سے ہم ناآشنا تھے۔ لیکن مقام افسوس تو یہ ہے کہ ہم میں سے بعض جانتے بوجھتے بھی نہ جاننے والے بن جاتے ہیں بالفاظ دیگر ہمیں مسجد کے آداب کا تو علم ہے لیکن ان کو ملحوظ رکھنے کا اتنا احساس نہیں جتنا ہونا چاہیئے۔

آداب مسجد کے ضمن میں ہمیں یہ امر بھی مدنظر رکھنا چاہیئے کہ ہم اسلامی تہذیب کے علمبردار ہیں۔ اگر ہم نے مسجد میں عبادت (جو کہ تقویٰ کا مقام ہے) کی غرض سے حاضر ہو کر ان آداب کو مدنظر نہ رکھا تو غیروں کے سامنے کیونکر اپنی تہذیب کی رفعت کا اعلان کر سکتے ہیں ایک طرف تو ہم یہ کہیں کہ اسلام صفائی پاکیزگی اور حسن آداب کی تعلیم دیتا ہے مگر دوسری طرف خانہ خدا میں بھی ہم اس کے آداب کو ملحوظ نہ رکھیں تو ہمارے کہنے کا دوسروں پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ اسلئے بہت ضروری ہے کہ ہم مسجد میں نہایت سنجیدگی، وقار اور حسن آداب کا ثبوت دیں اور کوئی ایسی بات نہ ہو جو کسی جہت سے ناخوشگوار سمجھی جا سکتی ہو۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے۔

قبرص کے متعلق سمجھوتے کی نئی تجویز

قبرص کا مسئلہ پھر ایک بار سمجھوتے کے قریب ہے۔ یونان اور ترکیہ کے مابین سفارتی تعلقات جو گزشتہ نومبر میں منقطع ہو گئے تھے۔ اب ایک معاہدہ کے ذریعے ان کے دوبارہ بحال ہونے کا امکان پیدا ہو گیا ہے اور اگر ان ملکوں نے نیٹو کے اس آپس کے مخاصمانہ جھگڑے کو حل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی تو مشرقی بحیرہ روم کی مکمل عسکری صورت حال یکسر بہتر ہو جائے گی۔ لیکن اگر بدقسمتی سے یہ آخری دفعہ بھی ناکام ہو جائیں۔ تو جو صورت حال پہلے ہی خراب ہے۔ وہ اور ابتر ہو جائے گی

ایتھنز اور انقرہ کے مابین سرکاری تعلقات اچانک دوستانہ اور خوشگوار ہو گئے ہیں اگر دوسرے متنازعہ فیہ مسائل کے بارے میں مصالحت ہو جائے تو اس کا قوی امکان ہے کہ دونوں دارالحکومتوں کے مابین ایک نیا دوستانہ معاہدہ ہو جائے۔ اور اس مردہ معاہدہ بلقان میں پھر سے جان پڑ جائے جو یونان اور ترکیہ کے وسیلے سے یوگوسلاویہ کو شمالی اوقیانوس کی دنیا سے مربوط کرتا ہے۔

گزشتہ ماہ دونوں ملکوں کے مابین مذاکرات کا جو سلسلہ جاری رہا وہ بالکل دو طرفہ تھے۔ ان مذاکرات میں برطانیہ کا اس حقیقت کے باوصف کوئی عمل دخل نہیں رہا۔ کہ لندن اب بھی قبرص پر ایک کراؤن کالونی (مقبوضہ) کی حیثیت سے حکومت کرتا ہے۔ بلاشبہ ایسے کچھ آثار ضرور ملتے ہیں کہ جس قسم کا حل زیر غور ہے۔ اس پر برطانیہ کچھ زیادہ خوش نہیں۔ قبرص کا یہ مجوزہ حل ایک آزاد قبرصی جمہوریہ کی اساس پر ہے۔ اور وہائٹ ہال کو یہ اندیشہ لاحق ہے کہ کہیں مالٹا بھی اسی حیثیت کا مطالبہ نہ کرے

قبرص کے بارے میں مجوزہ فارمولا ایسی آزادی بخشتا ہے۔ جس کی ضمانت نئی قبرصی حکومت انقرہ۔ لندن اور ایتھنز کی طرف سے باہمی سمجھوتوں کے ذریعے دی جائے گی۔

اس سے یہ نتیجہ از خود اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قبرص کسی ایسے بین الاقوامی معاہدے میں شریک نہیں ہوگا۔ جس میں ترکیہ، یونان اور برطانیہ پہلے سے شامل نہ ہوں۔ دوسرے الفاظ میں قبرص بھی نیٹو کا ایک جزو بن جائیگا اس جزیرے پر برطانیہ کے فوجی اڈے بدستور برقرار رہیں گے۔ آزاد قبرص یہ وعدہ کرے گا کہ وہ کبھی یونان کے ساتھ متحد ہونے کی کوشش نہیں کرے گا جیسا کہ یونانی (قبرص کے یونان کے ساتھ الحاق کی تحریک) کے گوریلا مطالبہ کرتے آئے ہیں۔ ساتھ ہی انقرہ کی تجویز بھی ہمیشہ کے لئے مسترد کر دی جائے گی۔ کہ قبرص کو یونانیوں اور ترکیوں کے مابین دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

بظاہر اصل نزاع جس کا ابھی تک کوئی حل متجوز نہ ہو سکا۔ اس کا تعلق بین الاقوامی حکومت میں ترکوں۔ یونانیوں اور قبرصیوں کے تناسب سے ہے۔ اور اس بین الاقوامی ٹریبونل کے اختیارات سے ہے جو اس تجویز کو عملی جامہ پہنائے گا۔ اس جزیرے کی اسی فیصد آبادی یونانی ہے۔ اور بمشکل ۲۰ فی صد ترک ہے۔ آغاز گفتگو میں انقرہ نے یہ تجویز پیش کی کہ قبرص یونانیوں اور ترکوں کو پچاس پچاس فیصد انتظامی اور عاملانہ اختیارات دئے جائیں۔ ایتھنز نے جواب میں ۸۰ اور ۲۰ فیصد کی تجویز پیش کی۔ ترکوں نے اپنے حقوق گھٹا کر یونانیوں کے لئے ۷۵ اور اپنے لئے ۲۵ کا مطالبہ کیا۔ یونان نے ۷۵ اور ۲۵ کی اسکیم پیش کی اور یہ خلیج حائل باٹی نہ گئی۔

گفت و شنید کے اوائل میں ایک تجویز یہ تھی کہ ترکیہ میں جتنی یونانی اقلیت ہے وہ سالم کی سالم یونان میں منتقل کر دی جائے۔ اور اس کے تبادلہ میں یونان اور قبرص سے ترک اقلیت بلالی جائے۔ لیکن یہ تجویز فوراً مسترد کر دی گئی۔ اس کے بعد ایک تجویز یہ تھی کہ مغربی ایشیا کے ساحل سے پرے ایک یونانی جزیرہ ترکیہ کو منتقل کر دیا جائے اس سلسلہ میں کاسٹل روسو CASTELROSSO کا نام لیا جا رہا تھا۔ جو ڈوڈیکنیز جزائر کے گروپ میں واقع ہے۔ لیکن یہ تجویز بھی انقرہ کو منظور نہ تھی۔

تبادلۂ آبادی یا علاقائی تبادلہ کی تجاویز کی پیش کش اب بالکل رک گئی ہے۔ اور اب صرف قبرص کی حیثیت سے بحث کی جائے گی۔ برطانیہ کو جسے بالواسطہ طور پر ساری گفت و شنید سے باخبر رکھا جا رہا ہے۔ یہ اندیشہ ہے کہ کہیں آگے چل کر یہ جزیرہ اپنی غیر جانبداری کا مطالبہ کر کے برطانیہ کے فوجی اڈے نہ ختم کر دے . . . . لیکن ایتھنز اور انقرہ اس بارے میں برطانیہ کو تحریری ضمانت دینے کو تیار ہیں۔

مزید برآں اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یونانی قبرصیوں کے سیاسی لیڈر آرچ بشپ میکاریوس اب قبرص کے یونان کے ساتھ الحاق کی بجائے قبرص کی آزادی کی تجویز سے مطمئن ہو گئے ہیں

اب صرف مسئلہ یہ ہے کہ خفیہ ایوکا تحریک کے رہنما کرنل گریواس کو اس حل پر آمادہ کیا جائے۔

قبرص کے ساتھ ترکیہ اور یونان کو جو جذباتی وابستگی ہے۔ اس کے پیش نظر یہ فارمولا ایتھنز اور انقرہ کی حکومتوں کے سامنے الجھنیں پیش کرے گا۔ لیکن نیٹو کے اتحاد کی یکجہتی اور سلامتی کی خاطر وہ اس خطرے کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہیں

نومبر کے انقطاع کے بعد ایک بار نیٹو کے سب سے سرگرم مسئلہ کے حل کے امکانات روشنی دکھائی دے رہے ہیں۔ لندن کے بارے میں یہ یقین ہے کہ وہ ایسا فارمولا قبول کرے گا جس پر ایتھنز اور انقرہ کو اتفاق ہوگا۔ سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ کیا ترکیہ اور یونان کی حکومتیں جو ایک مشترکہ حل کے سلسلہ میں بڑی دور تک بڑھ چکے ہیں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے سیاسی جرأت و توانائی کا ثبوت دیں گے

ریشم کے کیڑے

ریشم کے کیڑے پالنا ایک دلچسپ مشغلہ بھی ہے اور نفع بخش کاروبار بھی۔ ریشم کی بڑھتی ہوئی کھپت اور ترقی پذیر صنعت کو دیکھتے ہوئے کسانوں کے لئے خصوصاً اور باقی لوگوں کے لئے عموماً اس بات کی سفارش کی جاتی ہے کہ وہ اہتمام کے ساتھ ریشم کے کیڑے پالیں اور ان سے اپنی آمدنی میں اضافہ کریں۔

ریشم کے کیڑے پالنے کے لئے بہار بہترین موسم ہے۔ اور خوش قسمتی سے یہی ایسا وقت ہوتا ہے جب کسانوں کے پاس کھیتی باڑی کا زیادہ کام بھی نہیں ہوتا۔ فالتو اور بیکار وقت کے لئے یہ ایک نہایت ہی فائدہ مند ضمنی صنعت ہے۔

ریشم کے کیڑوں کے انڈے حاصل کرنے کے لئے نومبر میں ایک درخواست بنام سپرنٹنڈنٹ محکمہ صنعت و حرفت سیریکلچر بہاولپور روڈ لاہور کو دینی چاہئے۔ . . . . ایسی صورت میں درخواست گزار کی ضرورت کے مطابق انڈے یکم فروری تک مہیا کر کے درخواست دہندہ کو اطلاع دے دی جاتی ہے

انڈوں سے بچے نکالنے کے کئی طریقے ہیں۔ سب سے بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ انکیوبیٹر یعنی مفقس کے ذریعہ بچے نکالے جائیں لیکن اگر یہ مشین دستیاب نہ ہو سکے تو درج ذیل طریقوں میں سے کسی ایک پر عمل کیا جا سکتا ہے

انڈوں کو کسی سفید کاغذ پر یا سفید کپڑے کے ٹکڑے پر رکھ کر اور اس ٹکڑے کو کسی کمرے کے اندر چھوٹی میز یا سٹول پر رکھ دیں مناسب تو یہ ہے کہ سٹول یا میز کے پایوں کے نیچے مٹی کی چھوٹی چھوٹی پیالیاں جن میں پانی بھرا ہو رکھ دی جائیں۔ ایسی صورت میں انڈے چیونٹیوں سے محفوظ رہیں گے۔

کمرے کو گرم رکھنے کے لئے کمرے کے اندر آگ جلانا مفید ہے تاکہ کمرے کا درجہ حرارت ۷۷ ڈگری فارن ہیٹ پر رہے۔ قریباً ایک ہفتہ بعد انڈوں سے بچے نکلنے شروع ہو جائیں گے۔

جب بچے نکلنے لگیں تو انڈوں کے اوپر کوئی جالی دار کپڑا بچھا دیں اور اس پر شہتوت کے چھوٹے چھوٹے پتے رکھ دیں۔ بچے اس جالی سے نکل کر اوپر کی طرف پتے کھانے کے لئے آ جائیں گے۔ اب ان پتوں کو بچوں سمیت اٹھا کر کسی دوسری میز یا علیحدہ جگہ پر منتقل کر دیں جیسے ہی بچے نکلنے شروع ہوں ان کی تاریخ پیدائش نوٹ کرتے جائیں کیونکہ ان کی خوراک مختلف ہوگی۔

دوسرا طریقہ

مٹی کی ہنڈیا لے کر اس میں روئی بچھا دیں اس کے اوپر سفید کپڑا بچھا کر انڈے پھیلا دیں۔ اور اوپر پھر روئی رکھ کر ڈھکنا دے دیں اب اس ہنڈیا کو کسی ایسی جگہ رکھ دیں۔ جہاں رات دن یکساں حرارت ہو مثلاً باورچی خانہ میں آٹھ یا دس دن کے بعد انڈوں میں کیڑے نکلنا شروع ہو جائیں گے۔ انہیں اوپر بیان کی گئی ترکیب کے مطابق جالی دار کپڑا بچھا کر علیحدہ کرتے جائیں اور تاریخ پیدائش نوٹ کرتے جائیں۔

ایک اونس انڈوں سے نکلے ہوئے بچوں کے لئے تقریباً ۶۰ مربع فٹ جگہ درکار ہوتی ہے

ریشم کے کیڑے کی زندگی پانچ مدارج پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہر درجہ پر کیڑا نیند لیتا ہے اور اپنا خول اتارتا ہے۔ پہلے چار مدارج تقریباً ۲۹ دن میں طے ہو جاتے ہیں۔

نیند

تاریخ پیدائش کے پورے آٹھ دن بعد کیڑوں کو نیند آنی شروع ہوگی۔ حالت خواب کی علامات یہ ہیں کہ (۱) کیڑے خوراک کھانا چھوڑ دیں گے (۲) نقل و حرکت بند کر دیں گے (۳) سر اوپر کو اٹھا کر محو خواب ہو جائیں گے

(باقی)

روس نے ایران پر حملہ کیا تو تیسری جنگ عظیم چھڑ جائے گی

ایران مغربی ملکوں سے اپنے تعلقات منقطع نہیں کریگا

تہران ۱۴ ؍ فروری۔ ایران کی جانب سے روس کو مطلع کیا گیا ہے کہ اگر اس نے ایران پر حملہ کر دیا تو تیسری جنگ عظیم شروع ہو جائے گی۔ روس کا وفد جنگ نہ کرنے کے معاہدے کی بات چیت کرنے کے سلسلہ میں جب تہران آیا تھا۔ وزیر خارجہ ایران ڈاکٹر علی اصغر حکمت نے اس سے بین الاقوامی حالات پر گفتگو کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے تھے

ایران کے وزیر خارجہ نے یہ بھی کہا تھا کہ ایران روس کی دھمکیوں میں نہیں آئے گا۔ وہ مغربی ملکوں سے اپنے تعلقات منقطع نہیں کریگا

کل روسی وفد اور ڈاکٹر علی اصغر حکمت کی بات چیت پر وزارت خارجہ ایران کے ایک ترجمان نے روشنی ڈالی۔ ترجمان نے کہا کہ وزیر خارجہ ایران نے لگی لپٹی رکھے بغیر صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ ایران بدستور معاہدہ بغداد کا رکن رہے گا۔ اور اس نے مغربی ملکوں سے جو معاہدے کر رکھے ہیں۔ ان کی شرطوں کی پابندی کرتا رہے گا۔

آنے والے واقعات کو دیکھنے کی طاقت

(بقیہ صفحہ ۵)

لیورپول یونیورسٹی کے شعبہ سائنس کے ماہرین ایسی دوا ایجاد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس سے انسان کے ذہن میں چھٹی حس بیدار کی جا سکے۔ اور انسان کا ذہن مستقبل کے واقعات تک پہنچ سکے۔ جو ماہرین سائنس اس قسم کی تحقیقات اور تجربے کر رہے ہیں ان کے گروہ کی سرکردگی لیورپول یونیورسٹی کی لیکچرار آف فلاسفی مسز پامیلا ہیوبی کر رہی ہیں۔ اور آج سے سولہ سال قبل جب آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کر رہی تھیں۔ اس وقت انہوں نے خود اپنی چھٹی حس میں کافی بیداری محسوس کی تھی۔ مسز ہیبولی نے ۱۶ سال کے ایک واقعہ کے متعلق کہا تھا کہ ایک رات جبکہ میں سو رہی تھی میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے دوستوں کی شادی ہو رہی ہے۔ یہ خواب اس قدر واضح تھا کہ جاگنے کے بعد مجھے اس کی تمام تفصیل یاد رہی۔ یہ بھی یاد رہا کہ دلہن دولہا کے دائیں طرف کھڑی ہے جو دستور کے خلاف تھا۔

مسز ہیوبی کو بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے دوست نے خفیہ طریقے پر شادی کر لی ہے اور جب شادی کے موقعہ کا فوٹو اس کو دکھایا گیا تو اس فوٹو میں واقعی دلہن دولہا کے دائیں طرف کھڑی ہوئی تھی۔ اس قسم کے واقعات سے مسز ہیوبی اس بات کی قائل ہیں کہ انسانوں میں چھٹی حس موجود ہے۔ لیکن وہ خود ایک سائینس دان ہیں اور اس کا ثبوت بھی مادی طور پر چاہتی ہیں اس لئے وہ چھٹی حس کے متعلق تحقیقات کرنے والے سائینس دانوں کی ٹولی میں شامل ہو کر کام کر رہی ہیں۔

ماہرین ریاضی کا کہنا ہے کہ ہر پچاس اندازوں میں عام طور پر پندرہ اندازے بالکل صحیح ہوتے ہیں۔ اور اگر کسی کے اندازوں میں صحیح ہونے کا تناسب اس سے زیادہ ہو تو ماہرین ریاضی کا خیال ہے کہ اس شخص کے ذہن میں غیر معمولی طاقت ضرور موجود ہوتی ہے۔

یہ بات تجربات سے ثابت ہو گئی ہے کہ انسانوں میں چھٹی حس موجود ہے لیکن مسز ہیوبی اور ان کے ساتھی اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ ایسی دوا ایجاد کر سکیں جس سے چھٹی حس میں اضافہ کر سکے اس کو نمایاں طور پر کام میں لایا جا سکے

…یم الاسلام …ج یونین کے پانچویں سالانہ مباحثے

(بقیہ صفحہ اوّل)

سائنسدانوں کی قسمت کا فیصلہ

کالج یونین کے پانچویں کل پاکستان سالانہ تقریری مباحثوں کا آغاز مورخہ ۱۴ ؍ فروری کو سات بجے شام کے قریب ہوا۔ ۱۴ ؍ فروری کا دن انگریزی مباحثہ کے لئے مقرر تھا جس میں بحث کا عنوان تھا

"In the interest of world peace scientists should be deported to the moon"

یعنی امن عالم کا مفاد متقاضی ہے کہ سائنسدانوں کو دنیا بدر کر کے چاند میں منتقل کر دینا چاہیئے۔"

تعلیم الاسلام کالج کے مقررین عبداللہ ابوبکر اور محمد اجمل غوری نے موضوع کے حق اور مخالفت میں تقاریر کر کے بحث کا آغاز کیا۔ بعد ازاں ویسٹ پاکستان میڈیکل سکول بہاولپور، اسلامیہ کالج لائلپور، اورنٹیل کالج لاہور۔ اسلامیہ کالج لاہور، اسلامیہ کالج قصور، اسلامیہ کالج گوجرانوالہ، گورنمنٹ کالج سرگودھا، ہیلی کالج لاہور، گورنمنٹ کالج لاہور، لاء کالج لاہور، دیال سنگھ کالج لاہور اور ینگ سپیکرز یونین ٹی آئی کالج کے مقررین نے موضوع کے حق اور اس کی مخالفت میں دھواں دھار تقاریر کیں۔ اگرچہ بحث کا رخ ظاہر کرتا تھا کہ سائنسدانوں کو شاید ہی اس دنیا میں سر چھپانے کی جگہ مل سکے تاہم اڑھائی گھنٹے کی گرما گرم بحث کے بعد جب صاحب صدر نے ایوان کی رائے معلوم کی تو قرارداد بہت بھاری اکثریت سے مسترد ہو گئی اور اس طرح سائنسدان دنیا بدر ہونے سے بچ گئے۔ منصف صاحبان کے فیصلے کی رو سے گورنمنٹ کالج لاہور کے عامر عزیز سید اول قرار پائے اور لاء کالج لاہور کے دونوں مقررین ممتاز عبداللہ اور شیخ انعام الحق نے علی الترتیب دوم اور سوم پوزیشن حاصل کی اس طرح ٹرافی لاء کالج لاہور کے حصے میں آ گئی۔ اس مباحثہ میں منصفی کے فرائض جناب شیخ عطاء اللہ صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج چنیوٹ (چیف جج) خان رفیع اللہ خان صاحب ایس پرنسپل گورنمنٹ کالج سرگودھا اور غلام جیلانی اصغر صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج سرگودھا نے ادا فرمائے

جیت ہار میں بدل گئی

اردو مباحثہ کا انعقاد مورخہ ۱۵ ؍ فروری کو ۷ بجے شب عمل میں آیا اس میں بحث کا موضوع تھا:-

"اس ایوان کی رائے میں امتحان طلبہ کی ذہنی ترقی میں روک ہیں"

تعلیم الاسلام کالج کے مقررین جناب حبیب مسیح اور جناب منور احمد نے قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے علی الترتیب موضوع کے حق اور اس کی مخالفت میں تقریریں کر کے گرما گرم بحث کا آغاز کیا جس میں دونوں طرف گورنمنٹ کالج لاہور، اورنٹیل کالج لاہور، زمیندارہ کالج گجرات، اسلامیہ کالج لائلپور، میڈیکل سکول بہاولپور، دیال سنگھ کالج لاہور، ایس ای کالج بہاولپور، اسلامیہ کالج لاہور، اسلامیہ کالج ملتان، اسلامیہ کالج قصور، گورنمنٹ کالج سرگودھا، ہیلی کالج لاہور، اسلامیہ کالج گوجرانوالہ اور گورنمنٹ کالج لائلپور کے مقررین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور طرفین نے اپنی اپنی جگہ امتحانات کے سلسلے کو جڑھ بنیاد سے اکھاڑ پھینکنے اور انہیں بہر طور برقرار رکھنے کی کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ قریباً چار گھنٹے کی نہایت جاندار اور دلچسپ بحث کے اختتام پر صاحب صدر نے جب زیر بحث موضوع پر ایوان کی رائے معلوم کی تو قرارداد بھاری اکثریت سے مسترد ہو گئی۔ اس پر حزب اختلاف کے اراکین خوشی سے پھولے نہ سمائے کہ بس میدان مار لیا لیکن انہیں معلوم نہ تھا کہ ابھی امتحان اور بھی ہیں۔ صاحب صدر نے یکایک ڈرامائی انداز میں اعلان کیا کہ اگرچہ ایوان نے قرارداد کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کیا ہے لیکن میں بحیثیت صدر اپنے خصوصی اختیارات کو استعمال میں لاتے ہوئے قرارداد کے حق میں فیصلہ دیتا ہوں چنانچہ اس طرح حزب اختلاف جیتی ہوئی بازی ہار گیا۔ منصف صاحبان کے فیصلے کے مطابق اس مباحثہ میں ایس ای کالج بہاولپور کے عبدالرشید اول قرار پائے اور اورنٹیل کالج لاہور کے پرویز پروازی اور دیال سنگھ کالج لاہور کے سرور حسین نے علی الترتیب دوم و سوم پوزیشن حاصل کی۔ جناب عبدالرشید نے موضوع کے حق میں تقریر کی تھی۔ ٹرافی کا مستحق انہی کا ادارہ یعنی ایس ای کالج بہاولپور قرار پایا۔ منصفی کے فرائض جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب (چیف جج) جناب سید داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ اور پروفیسر بشارت الرحمن صاحب ٹی آئی کالج نے ادا فرمائے۔

ان مباحثوں کے اختتام پر محترم جناب صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے مقررین اور ٹرافیاں جیتنے والے کالجوں میں انعامات تقسیم فرمائے جس کے بعد یہ مباحثے جو اپنی روایاتی شان و شکوہ، سنجیدگی و وقار اور اسلامی آداب کے مطابق انعقاد پذیر ہوئے تھے نہایت درجہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گئے۔